



سوال

(18) فتویٰ خاندان دہلوی بابت فاتحہ خلف الامام

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سورہ فاتحہ پڑھنی مقتدی کو امام کے پیچھے بہ لحاظ حدیث ”لا صلوة الا بفاتحہ الكتاب“ اور بلحاظ آیہ شریف واذ قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا۔ کیا حکم ہوگا اور امام ابو حنیفہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ الحمد پڑھنا امام کے پیچھے منع ہے۔ اور امام شافعی کے نزدیک بدوں پڑھے نماز جائز نہیں۔ کیا کرنا چاہیے۔ اور کس کے فتویٰ پر عمل بہتر ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلوة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

پڑھنا سورۃ فاتحہ کا مقتدی کو امام کے پیچھے امام ابو حنیفہ کے نزدیک منع ہے اور امام محمد کے نزدیک امام کے آہستہ پڑھنے میں (نماز سر یہ میں) جائز بلکہ اولیٰ ہے۔ اور نزدیک امام شافعی کے بغیر سورہ فاتحہ پڑھے نماز جائز نہیں اور نزدیک فقیر کے بھی قول امام شافعی کا ترجیح رکھتا ہے اور بہتر ہے کیوں کہ بلحاظ حدیث صحیح ”لا صلوة الا بفاتحہ الكتاب“ کے نماز باطل ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور قول امام ابو حنیفہ کا جا بجا وارد ہے کہ جس جگہ حدیث صحیح وارد ہو اور میری بات اس کے خلاف پڑے تو میرے قول کو ترک کر کے حدیث پر عمل کرنا چاہیے اور مطلب آیت کریمہ کا یہ ہے کہ جس وقت امام دوسری سورۃ ملا دے تو مقتدی چپ رہے اور سنے تاکہ سورۃ فاتحہ کے لیے کہ ام الكتاب ہے۔ اور مستثنیٰ ہے بعض احادیث صحیحہ کے مضموم سے علماء محققین و محدثین و مفسرین نے اس باب میں بہت گفتگو کی ہے۔ بالآخر تجویز یہ ہوئی کہ سورۃ فاتحہ پیچھے امام کے مقتدی پڑھے اس طور کہ جس وقت امام لفظ الحمد پڑھے مقتدی سنے اور کہ الحمد آخر سورۃ تک اسی طور سے ہاتھ لگا دے اور جب امام آئین پر پہنچے تو سب مقتدی پکار کر آئین لکے اور اس باب میں صحیح بخاری میں بھی ایک حدیث وارد ہے۔ اب شان نزول موافق بیان اور تحقیقات شیخ کامل شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے معلوم کرنا چاہیے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز پڑھتے تھے اور صحابہ بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور جس سورۃ کو آپ پڑھتے تھے مقتدی بھی آہستہ اس کو پڑھتے جب سورۃ فاتحہ پڑھ کر ”سبح اسم ربک الاعلیٰ الذی لیح شروع کیا تو صحابہ بھی بنظر اسباع پڑھنے لگے اسی اثنا میں یہ آیت نازل ہوئی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرأ امام قرآءة مقتدی کی ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ آیت دوسری سورۃ کے منع میں نازل ہوئی نہ کہ سورۃ فاتحہ کے لیے۔ اور پھر سب صحابہ پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سورۃ فاتحہ ہمیشہ ادا کرتے رہے کبھی آپ نے منع نہ فرمایا پس لازم ہے کہ سورہ فاتحہ کو مقتدی امام کے پیچھے پڑھا کریں تا بعد ازاں میں مفسرین اور محدثین کے داخل رہیں۔ اور سورۃ فاتحہ کے چھوڑنے میں خلاف حدیث صحیح کے ہوگا۔ اور کیا تعجب ہے۔ کہ صحت اس حدیث کی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو نہ پہنچی ہو اور جب کہ صدہا اور ہزارہا علماء محققین مثل امام بخاری و صاحب مسلم وغیرہ رحمہم اللہ پر صحت اس کی ثابت ہو گئی تو اس کے چھوڑنے میں مطعون ہوگا۔ انتہی۔“

قارئین کرام کو معلوم ہوگا کہ شاہ عبدالعزیز و شاہ ولی اللہ صاحب کہاں تک حق بجانب ہیں کیا ان کا یہ قول قابل عمل نہیں؟ سلیم الطبع حضرات فوراً اس پر عمل پیرا ہو کر ثواب دارین کے مستحق ہونگے لیکن جو لوگ تقلید کے پیچھے اپنی قوت مدرکہ سلب کر چکے ہوں اور ہٹ دھرمی کا مادہ جن کے رگ و ریشہ میں پیوست ہے۔ وہ کسی حالت سے اس پر عمل کرنے کے لیے تیار نہ ہوں گے۔ اور ایسے لوگ میری تحریر سے مستثنیٰ ہیں یہ تو ان لوگوں کے لیے لکھا گیا۔ جنہیں حق کی تلاش منظور ہے۔

حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی عمدة الرعاہیہ میں فرماتے ہیں وروی عن محمدانہ استحسن قراءة الفاتحة خلف الامام في السرية وروى مثله عن ابى حنيفة صرح به في الهداية والتهذيب شرح مختصر القدري وغيرهما وهذا هو مختار كثير من مشائخنا۔۔۔ یعنی امام محمد سے مروی ہے کہ انہوں نے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کو سری میں مستحسن بتایا ہے۔ اور اسی طرح امام ابو حنیفہ سے روایت کیا گیا ہے۔ اور اسی کو ہمارے بہت سے مشائخ نے اختیار کیا ہے۔

عبد اللہ بن مبارک (شاگرد امام اعظم) فرماتے ہیں انا قرأ خلف الامام والناس يقرؤن الا قوم من الكوفيين میں اور لوگ امام کے پیچھے پڑھتے ہیں مگر کوفیوں میں سے ایک قوم (یہ اشارہ ہے امام اعظم صاحب کی طرف) علامہ شعرانی لکھتے ہیں: لابی حنیفہ و محمد قولان احدھما عدم وجوب علی الماموم والاتسن وهذا قولهما القديم وادخله محمد فی تصانیفہ القدیمة اکتشرت النسخ الی الاطراف وثانیھا استسناھا علی سبیل الاحتیاط وعدم کراحتھا عند المخاض للحدیث المرفوع لا تفتعلوا الایام القرآن و فی روایة لتتقروا بشیء اذا حضرت الایام القرآن وقال عطاء کانوا یرون علی الماموم القرآة فی ما یبصر فیه المام فی مالیس فرجا من قولھا الاول الی الثانی احتیاط انتہی کذا فی غیث الغمام حاشیة امام الکلام۔ خلاصہ ترجمہ اس عبارت کا یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد کے دو قول ہیں ایک یہ کہ مقتدی کو الحمد پڑھنا نہ واجب ہے اور نہ سنت اور ان دونوں کا یہ قول پرانا ہے۔ اور امام محمد نے اپنی قدیم تصنیفات میں اس قول کو درج کیا ہے۔ اور ان کے نسخ اطراف و جوانب میں پھیل گئے اور دوسرا قول یہ ہے کہ مقتدی کو نماز میں الحمد پڑھنا مستحسن ہے احتیاطاً اس واسطے کہ حدیث مرفوع میں باوہ بند قرأت کروں تو تم لوگ کچھ نہ پڑھو مگر سورۃ فاتحہ اور عطاء نے کہا (عطاء کے متعلق امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "ما رأیت فین لقیث افضل من عطاء یعنی عطاء سے افضل میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔) (تخریج زلیعی ص ۲۳۸ ج ۱) کہ لوگ (صحابہ و تابعین) کہتے تھے کہ نماز سری و جہری دونوں میں مقتدی کو پڑھنا چاہیے۔ پس امام ابو حنیفہ اور امام محمد نے احتیاطاً اپنے قول سے دوسرے قول کی طرف رجوع کیا۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ شارح بخاری میں لکھتے ہیں: بعض اصحابنا یستحسنون ذلک علی سبیل الاحتیاط فی جمیع الصلوة و بعضھم فی السریة فقط و علھا فقہاء الحجاز والشام کذا فی غیث الغمام ص ۱۰۶۔

یعنی ہمارے بعض فقہاء حنفیہ نے ہر نماز میں خواہ سری ہو یا جہری امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کو احتیاطاً مستحسن باتے ہیں اور بعض فقہاء فقط سری میں مکہ اور مدینہ اور ملک شام کے فقہاء کا اسی پر عمل ہے اور شیخ الاسلام مولانا عبد الرحیم صاحب فرماتے ہیں۔ لوکان فی فی یوم القیامۃ حمرة احب الی من ان یقال لا صلوة لک اگر قیامت کے روز میرے منہ میں آگ ہو تو یہ بہتر ہے اس بات سے کہا جانے کہ تیری تو نماز ہی نہیں ہوتی۔ مولانا موصوف کے اس کلام سے اشارہ ہے اس گھڑی اور ضعیف حدیث کی طرف کہ جو شخص امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھے گا تو اس کے منہ میں قیامت کے دن آگ بھرا جائے گا۔

ملا جیون صاحب نور الانوار تفسیر احمدی لکھتے ہیں: فان رايت الطائفة الصوفية والمشائخ الحنفية تراهم يستحسنون قراءة الفاتحة للموت كما استحسنه محمد ايضا احتیاطاً فیما روى عنه انتهى اگر جماعت صوفیہ اور مشائخین کو دیکھو گے تو تمہیں معلوم ہو گا کہ یہ لوگ امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کو مستحسن بتاتے ہیں جیسا کہ امام محمد استحسان کے قائل تھے۔ اور مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے امام لگے پیچھے اہل پڑھنے کو افضل بتایا ہے۔۔۔ دیکھو۔۔۔ حجۃ اللہ البالغہ اور لپنے والد ماجد شاہ عبد الرحیم صاحب کے متعلق فرماتے ہیں۔ "مخفی نماند کہ حضرت ایشاں در اکثر امور موافق مذہب حنفی عمل سے کروند الا بعض چیز ہا کہ بحسب حدیث یا با وجدان بذبہ دگر ترجیح سے یافتند ازاں جملہ آنست کہ در اقتداء سورۃ فاتحہ می خوانند و در جنازہ نیز۔" اور مولانا محمد اسماعیل صاحب برادر زاوہ شاہ عبد العزیز تنویر العینین میں فرماتے ہیں۔

یظہر بعد التامل فی الدلائل ان القرآة اولی من ترکھا فقد قولنا فیه علی قول محمد۔ تامل کے بعد دلائل میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سورہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنا بہتر ہے نہ پڑھنے سے پس اس مسئلہ میں ہمارا قول امام محمد کے قول کے موافق ہے۔

باب الالباب حنفی شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں انہ لم یعتبر محمد خلاف من قال تفسد صلوة المقتدی بقراءة خلف الامام لانه بعید عن قواعد الشرع انتھی "زبدۃ الالباب۔" یعنی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں اعتبار کیا اس شخص کا خلاف کرنے کا جو کہتا ہے کہ امام کے پیچھے پڑھنے سے مقتدی کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ کیوں کہ یہ بات قواعد شرع سے بعید ہے۔

تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی نقل فرماتے ہیں، وافقتنا ابو حنیفہ فی ان القرآة خلف الامام لا تبطل الصلوة انتھی ہماری موافقت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کی اس بات میں کہ الحمد امام کے پیچھے پڑھنے سے نماز باطل نہیں ہوتی



مجلس البحث والدراسات
محدث فتویٰ
ISLAMIC RESEARCH COUNCIL

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 3 ص 127 - 131

محدث فتویٰ